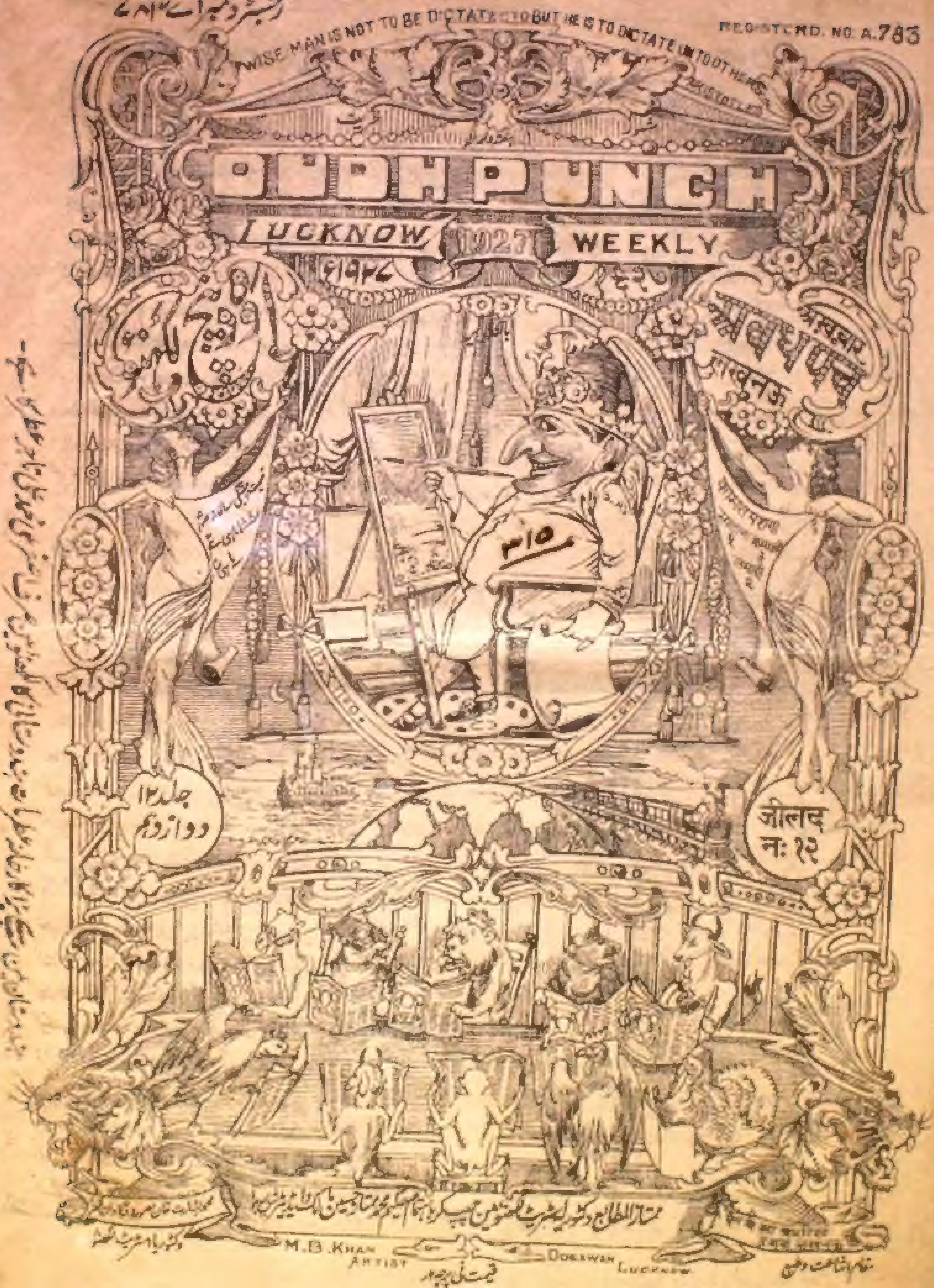


REGISTERED NO. A.783
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS
OUDH PUNCH
LUCKNOW
WEEKLY
۱۹۲۷ء
اودھ پنچ لکھنؤ
अवध पंच
लखनऊ
جلد ۱۲
دوازدہم
जीलद
न: १२
M. B. KHAN
ARTIST
LUCKNOW

مفید نہو تو قیمت واپس

جوہر لقمانی

بہار عمر جاتی ہے خزاں کہتی ہے آنکو
جوانی روٹھی جاتی ہے کسے میں مناؤنگو

ایسی حالت میں یہ گولیاں منگائیے اور خود اعتبار لطف شباب عجب ہی پاہیے تو طلایہ تعلق۔ نہ کمزوری نہ ناطاقتی محسوس ہوگی بلکہ دل و دماغ اور خاص قوتوں میں اضافہ مفت کا ہوگا تو تعریف کے پیچ نعمت بے بہا ہے۔ فی درجن عمار دو درجن ... تین درجن للعہ

روغن لقمانی

لطف سے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

یہ روغن حقیقتاً ماحصل لطف شباب ہے ایک ہی مرتبہ کے استعمال کرنے سے وہ لطف اور حالت ہوتی ہے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی ہے مطلوب کو طالب، طالب کو مطلوب بنا دیتا ہے۔ جو شخص ایک مرتبہ آزماتا ہے شیدا ہو جاتا ہے۔ [illegible]

قیمت فی شیشی عار دو روپیہ دو شیشی ہے تین شیشی للعہ

طلاء عجیب وہ تمام شکایات جو [illegible] پیدا ہوتی ہیں جنکو مریض خود ہی جانتا ہے ان کیلئے یہ طلاء استعمال کیجئے تمام خرابی ہوگی تو قیمت واپس [illegible] مختصر سی مدت میں ایک [illegible] پیدا کرکے وہ قوت پیدا کر دیتا ہے کہ انسان [illegible] قوت سے بیتاب ہو جاتا ہے [illegible] بہتر ہے خواہ وہ دوا [illegible] ہی مجبور کو ... قیمت فی شیشی [illegible] جوہر مقوی دوا [illegible] جریان و کثرت احتلام [illegible] حضرات [illegible]

طلسمی گولیاں [illegible]

منگانے کا پتہ:۔ دواخانہ عظمت اطلاع لکھنو

فائدہ نہو تو قیمت واپس

طلاء ممسک ایک ہی رات میں نامرد کو مرد بنا دینے والا زبردست ممسک طلاء ایک گھنٹہ بعد میں غضب کی قوت پیدا ہوتی ہے [illegible] ہوتی ہے [illegible] قیمت [illegible] فی شیشی علاوہ محصول

روغن ملذذ [illegible] ایک بار بھی استعمال کرکے ...... [illegible] معشوق ... مطیع ہو جاتی ہے اور لطف کی زیادتی کی وجہ سے [illegible] عاشق اور فریفتہ ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی [illegible] علاوہ محصول

حبوب ممسک ایک گولی کھا کر گھنٹوں لطف صحبت اٹھائیے [illegible] ...... قیمت فی درجن [illegible] روپیہ علاوہ محصول۔ [illegible]

عین الشفا مڈیکل ہال لکھنو

گھوڑ چڑھی

[illegible]

اکسیر جریان [illegible]

طلاء نادر [illegible]

مجموعہ المجربات متصل پل نخاس لکھنو

سفوف مراد

ہر قسم کی نامردی کمزوری سستی اور جریان کا بہترین علاج

[illegible]

طلاء مسیحی [illegible]

حبوب حیرت [illegible]

روغن حیرت [illegible]

حبوب دافع احتلام [illegible]

اکسیر دمہ [illegible]

ہمیشہ صفا پوڈر [illegible]

سفوف مراد [illegible] ریلوے گائیڈ [illegible]

قاضی مقبول احمد اینڈ کمپنی لاہور

جلد ۱۲ نمبر ۸

مضامین غیر

(جمعہ ۲۵ فروری ۱۹۲۶ء)

نغمۂ مرحبا

سمجھتے ہو جیسا میں ویسا نہیں ہوں — نگل جاؤ ایسا نوالا نہیں ہوں
اشارے اشارو میں ہوتی ہیں باتیں — سمجھتا ہوں کچھ ایسا بچا نہیں ہوں
بتاتے ہیں کیوں آپ تالی بجا کر — میں سنتا ہوں کانوں سے بہرا نہیں ہوں
مجھے سر چڑھاتے ہیں کیوں اہل عالم — میں دستار کا اُن کی طُرّا نہیں ہوں
غریبوں پہ حضرت عنایت ہی رکھیے — گدا ہوں پہ دولت کا بندا نہیں ہوں
نشہ میں بھی رہتا ہوں ہشیار یوں ہی — تمہاری طرح سے مٹکتا نہیں ہوں
وہ تو چیں مرا مدعا کاش سمجھے — زباں میں بھی رکھتا ہوں گونگا نہیں ہوں
شانے کی ہر سعی کیوں شست و شو ہے — سیاہی کا دامن پہ دھبّا نہیں ہوں
عجب کیا فرشتوں سے بڑھ جائے رتبہ — میں انسان ہوں دنیا کا کتا نہیں ہوں
مجھے جاؤ میں کس لئے جو نکتے ہو — کہ انسان ہوں ایندھن کا گٹھا نہیں ہوں
بکا جانہ کیوں اپنی صحبت میں مجھکو — ارے صاحبو میں تو مُلّا نہیں ہوں
محبت کی نظروں میں پہچانتا ہوں — مرے منہ پہ آنکھیں ہیں اندھا نہیں ہوں
چلے جائیں یوں ہی برابر کی چوٹیں — کہ لڑنے میں کچھ میں بھی چیتا نہیں ہوں
چڑھا ساتھ ہو کیوں مجھکو جھنڈے پہ آخر — بیاں میں تو بکس کا ٹکٹ نہیں ہوں
مرا دل نہ گھبرائے گردش سے کیونکر — کہ انسان ہوں گاڑی کا پہیا نہیں ہوں

لو میرے اوپر نہ سرخاب بھیجا
میں آرام کرسی کا گدا نہیں ہوں

[illegible]

مرا ازان چه که پروانه خویشتن بکشد

آپ جانتے کہ پاگل خانے کی بی بی کو سینے سے نہ چپٹانے مقناطیس لوہے چون کو گے ذرا لگنے دینا ممکن ہے۔ علی ہذا القیاس منشی بیگم اور بچی خانم علیحدہ علیحدہ رہیں یہ ہو نہیں سکتا۔ چنانچہ قصبہ اکبر پور تانت کانپور میں ایک مدت دراز سے بی منشی جلوہ افروز تھیں اب افواہ گرم ہے کہ حکام حکومت نے صیغۂ واحد کے یہ دو ہم جنس حرف ایک ہی میں مدغم کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ غدر اٹھنے لگ کی کمی نہیں۔ دوسرے میں زحمت ہوتی ہے۔ اسفار کا غدر اٹھے کار روائی کے لیے بخیر باری

کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بیہودہ ہے۔ سنتے ہیں کہ بعد تعمیر نیا محکمہ منصفی اور بھی دونوں ایک ذات ہو جائینگی۔ یاروں نے جو یہ تجریبی توجہ ست مختصر تیار کیا اور دیہاتیوں کے دستخط کروانے کا ڈھنگ لگا دیا۔ مطلب یہ ہے کہ فراق منصفی گوارا نہیں۔ ہجر کی مصیبت دل کو شاق ہے۔ دل دادگان نگار منصفی پر حکومت ترس کھائے منصفی کو یہاں سے نہ لیجائے۔ ورنہ بہت زحمت ہوگی۔

برایں عقل و دانش بباید گریست

وائے نادانی لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ عوام کی زحمت قابل اعتنا ہوتی تو کیوں یہ ارادہ قوت سے فعل میں آتا اس سے پہلے تحصیلداروں کا اختیار سماعت استغاثہ سلب ہو کے حاکم پرگنہ کو عنایت ہوا۔ تو کسی نے کیا کر لیا۔ زدیں کی تو تو میں ہوئی اور مظلوم فوراً تحصیلدار کے دروازے پر پہونچ گیا اور بے بارہ آنے میں استغاثہ دائر کیا یا تو صلح ہو گئی یا دو چار پیشیوں میں جھگڑا ختم ہوا سستے چھوٹے۔ اسکے علاوہ فریادرس کی نزدیکی سے زبردستوں پر دباؤ رہتا تھا۔ اب منصفی بر باد ہو۔ مناسبت کے چلتی پھرتی نظر آئیگی اور کوئی کچھ نہ بنا سکے گا۔

خدا رکھے ہماری گورنمنٹ بے عقلمند۔ اور عقلمند کی دور بلا۔ وہ اپنے فوائد کو کبھی بھولتی نہیں۔ جس کو غرض ہو دو میں پیسے کی نالش کے لیے دس بیس نقد النقد گرہ میں باندھے۔ آمد و رفت کا کرایہ ادا کرے اور کچہری جائے ورنہ دل مسوس کے بیٹھ رہے۔ اسے اپنی غرض سے کام ہے۔ تمہاری زحمت سے غرض نہیں

بس مورپل بازی سے امید نہیں ہے کہ کوئی فائدہ ہو۔ وہ ہے حکومت اور اسے اختیار ہے کہ ضلع بھر کے نہیں تمام صوبے کے تھانے ڈاکخانے۔ ٹیلیگراف۔ سروے۔ ریلوے اسٹیشن۔ مویشی خانے جب چاہے اکٹھا کرے کون چون نہیں کر سکتا۔ جو جب سلامتی سے باہمی بغض و عناد کا چھپی چوتی پیشر کا بازار گرم ہے تو استعفا پیش کرے اور سلکی جوتی ایک کہیگا کہ یہاں منصفی ضرور قائم رہے دوسرا کہیگا ”یہاں منصفی کی ضرورت نہیں منتقلی سے تمام کام نکل جائینگے“۔ اس گروہ کی بات مانیئے تو وہ گروہ ناراض ہوتا ہے لہٰذا ”نہ تو کو نہ مو کر“ صدر کے پچھلے میں مجبور کرو۔

ابتداے عشق ہے روتا ہے کیا۔ دیکھو آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ بیچو بچے یا نہیں۔

راقم مرزا محمد خیال پاروی

نامۂ ثمامہ بن اشرس بنام مسٹر اوملے

صاحب من۔

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید نے مجھے پاگل خانے کی اصلاح کے واسطے بھیجا۔ میں نے جب پاگل خانے میں قدم رکھا تو ایک مجنون جوان خوب رو سے ملاقات ہوئی جو اپنی کوٹھری میں گردن جھکائے بیٹھا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اوسنے سوال کیا کہ تم تو کہتے ہو کوئی انسان دو حالتوں سے خالی نہیں ہوتا یا تو وہ نعمت سے

بہرہ ور ہوتا ہے جس پر شکر واجب ہے یا مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے جس پر صبر لازم ہے۔ میں نے جواب دیا کہ ہے تو یہی جواب مجنون جھلا گئے بولا حضرت اگر آپ نشہ میں ہوں یا محو خواب استراحت ہوں اور کوئی شخص اچانک آپ پر چڑھ بیٹھے تو بتایئے یہ کونسی نعمت ہے جس پر شکر ادا کرنا چاہیئے یا کونسی مصیبت ہے جس پر صبر کرنا ضروری ہے۔ میں جواب نہ دے سکا۔ پھر وہی مجنون کہنے لگا کہ ایک بات اور بتاتے جایئے سونے والے کو خواب کی لذت کب محسوس ہوتی ہے۔ اگر آپ کہیں گے کہ بعد بیداری یا قبل خواب تو میں عرض کرونگا کہ اوس وقت نیند کا وجود نہیں ہوتا پھر معدوم شے کی لذت کیسی۔ اور اگر آپ فرمائیں گے کہ بحالت خواب تو میں عرض کرونگا کہ بحالت خواب انسان صاحب شعور نہیں ہوتا۔ میں ساکت رہ گیا اور ایسا سنّاٹا کہ کوئی جواب نہ سوجھا۔ میں نے چلنے کا ارادہ کیا تھا کہ اوسنے پھر مجھے روکا اور کہا کہ ایک بات اور سن لیجیے۔ حرامت کے لئے کب وہ کھلانے والا ہوتا ہے [illegible] کے لئے کوئی [illegible] یا نہیں؟۔ چلے دو مسئلوں کی طرح اس بات کا جواب دینے میں بھی مجھے شرمندہ ہونا پڑا تو وہ کہنے لگا بس رہنے دیجئے آپ کی [illegible] جواب بھی نہ سنئے [illegible]

کی تاراجی میں کوئی کسر نہ رہی تھی پھر کہنے لگا اب سنگ دُنیا یہ ہے کہ گئے گا "اندر" افسوس بجا ڈھیلا خطا کر گیا ورنہ ساری حکمت آبی دھری رہ جاتی۔

صاحب من اوس دن اور آج کی گھڑی پھر مندے نے کبھی پاگل خانے کے اندر جانے کا قصد نہیں کیا۔ بصیغۂ اخبار مجھے معلوم ہوا کہ حکومت کی طرف سے آپکو چینی پاگل خانے کی خدمت اصلاح سپرد ہوئی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ بعد ملاقات میں [illegible] ہوجانے کے آپ کی حکومت نخنے میں سرشار

چینی پاگل اور ہندوستانی پاگل یکسان نہیں ہیں۔ یا یعنی کہ ہندوستانی پاگل سیاست کی بودی مار سہہ چکے نمک کھا چکے اور اب عاقبت اندیشی کا مادہ اون کے دماغوں میں پیدا ہو گیا ہے لیکن چینی پاگلوں کا یہ حال نہیں ہے اون کی حکومت حال ہی میں منقرض ہوئی ہے اور اُنکی حکومت کے زوال کے زمانہ میں وہ یا یا جبکہ دُنیا جدید سیاست کے گُر سے واقف ہو چکی ہندوستانیوں کی پشتی پر پاگل بنانے والے یا شوبک موجود تھے۔ مگر چینیوں کا خلا اس خلاف جنون قوم سے ہے وہ اپنے اغراض ملکی کے پیچھے دیوانے ہو رہے ہیں کہاں کی عاقبت اندیشی اور کیسی مآل بینی۔ یہ ایک جو ہر یہاں عاقبت اندیشی پیرا ہوا کا نام تمیع کا سمجھا یا ہوا لہذا خوب ہندوستانیوں کی حالت پر چینیوں کی حالت کا قیاس صحیح نہیں ہو سکتا۔ چینی پاگل اوس قسم مالیخولیا میں مبتلا ہیں جس پر سیکڑوں عقلمندوں کی عقل قربان کر دینے کے قابل ہے۔ ممکن ہے کہ یہ مالیخولیا اوسی کالی مشوق کے طفیل میں حاصل ہوا ہو جسے یہاں کے انیمی و چنیا بیگم کہتے ہیں اور بیچ ہے کہ ہنوز کثرت استعمال افیون سے مرہ سودا او دماغ پرستولی



شوہر برخوردار او فیشن ایبل بی بی

" چاہے کسی کا مشورہ قوو دھوین کان کی طرح ہوئی چاہیئیں ماتیر کی صورت !"

[illegible]

اور خواب خرگوش میں مبتلا ہوئی۔ چینی تو خیر لیکن چینیوں کے گرد یا شوبیہ موقع کے منتظر تھے جوت کر بیٹھے وا قعی اس عمل پر شکر کیجئے تو بے جا ہے صبر کیجئے تو ماقت ہے اگر جلسہ کی قسم پہلے ہی نہ کر دی جاتی تو صبر ہی ممکن تھا اور بجا بھی۔ خواب خرگوش کو موجب لذت کہئے کی بے وقوفی کا خمیازہ بھی نہ جگہ [illegible] اور انکی گھتے غدر کا جذبہ بھی جاتیں ہیں [illegible] چند پاگل [illegible]

ہوجاتا ہے سودا کا غلبہ تخیل کو ساکن کر دیتا ہے۔ حرکت فکر یہ ماند پڑجاتی ہے نفس پر استحکام تخیل کے باعث ہر وقت جو مو گریاں پڑا کرتی ہیں معطل ہو جاتی ہیں وہ اتنی سی فراغت نفس کو عوالم عالیہ قدسیہ کے ساتھ متصل کر دیتی ہے۔ گویا آئینہ کسی آئینے کے مقابل ہو گیا اور کوئی حجاب باقی نہ رہا۔ امور غیبی آنکھوں کے نیچے اس طرح کھیلنے لگتے ہیں جس طرح ان کی گود میں بچہ۔ اون کی اس درک بھی مالیخولیا ہے

اور آئندہ کی بہبودی اسی مالیخولیا مین مضمر ہے۔ آپنگ مین انگریزی جہاز "کاک شیفر" کے بوڑہے افسر پر جو حادثہ چینی کانون کے ہاتھون گزرا وہ بھی مالیخولیا کی بدولت۔ چینیون نے افسر مذکور کے سادہ و بے ریش و بے بروت چہرہ پر جو بنت کاری کی وہ بھی مالیخولیا کے طفیل ہوئی۔ افسر مذکور جہاز سے اوترکے پاگلون مین کیون گھسا جو چند پاگلون کا جا ملی ہذا القیاس امریکی جہاز "اریکا" کا ڈاکٹر جو "نذیر کلاب" کی زد مین آیا تو وہ بھی مالیخولیا کے چکرون ۔ اور خفہ انگریزی افسر کی گت بنتے آنکھون سے دیکھی تھی بس ؂

من جرب المجرب حلت بہ الندامہ

"آزمودہ را آزمودن جہل است"۔۔۔ اسکے ماسوا اگر ڈاکٹر صاحب پاگلون سے دل لگی کرنے اوترے تھے تو پھر چربی ہائے افراز کو توپ و تفنگ کا لقمہ عام کیون بچے اور دم دبا کے بھاگے کیون ؟

سوجو تون سے کم رتبۂ عالی نہین ہوتا
عزت وہ خزانہ ہے کہ خالی نہین ہوتا

مردہ جھڑے دیا پوش سے زندہ چھڑے (چندیا) کو ایسا ضرر نہین پہونچ سکتا تھا کہ خدانخواستہ تفرق اتصال تک نوبت پہونچتی۔ بہرقیس کا دامن چھڑوا کے اونٹے پیرون جہاز پر واپس جانا واللہ سخت ذلت ہے ؂

پھٹ گئے زبان سے پھرایا تھا کا دامن
انہین ٹکڑون پر ہاتھ صاف کئے بیٹھے تھے بہ ہنگام

مہربان مشرق والے! ایسی کل پر جو جبلی نارا معلوم نہین زندہ ہین یا رخصت ہو گئے! یا اسکی اوڑ دوا کی ضرورت تھی جنہون نے ادنے سی گستاخی پر بدتمیز پنجابی شریفون کو ناک کے بل زمین پر چلوایا تھا۔ اگر آج وہ شہر یار و وزیر سرزمین چین پر ہوتے تو شاید جاپانی چین چین کرنے لگتے۔ مجال نہ تھی جو چون بھی کر سکتے۔ مختصر یہ کہ دوست او ماٹے! چینی پاگل اور اُن پاگلون مین نہین بین جنکی نسبت کہا گیا ہے ؂

دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند
آن سال عقل بیش غم روزگار بیش

کیا سمجھے کہ غم روزگار ہی نے تو انہین پاگل بنا یا ہے۔ اور بھی بڑا نہ مانو تو ہم کہین کہ یہ غم تمہاری قوم کا پیدا کیا ہوا ہے۔ ہمین وہ وقت ابتک یاد ہے جب کہ تمہاری قوم یورپ کی سا تا رون ساتھ سے کے چین پر چرخ دوڑی تھی جان بُل از راہ انکسار و تکلف کبھی روسیون سے کہتے تھے "اے قبلہ آپ آگے بڑھیئے" کبھی جرمنون سے فرماتے تھے "بھلا آپ کے ہوتے ہوئے یہ عاجز پیش قدمی کر سکتا ہے" کبھی دیگر سلاطین سے مخاطب ہوتے تھے "حضرات مین بندہ کمترین چاکر کمترین ہون آپ پر سبقت نہین کر سکتا۔ خاکسار صرف خادم یورپ ہے آپ لوگ مخدوم ہین"

گزشتہ جنگ یورپ نے غم روزگار مین ہر ایک ملک کو مبتلا کیا۔ "نذیر کلاب" کی تلاش کا سودا ہر سرزمین مین جاگزین ہوا۔ چین سے جرمنی کا اثر زائل ہوا۔ روس کا تمکنا نہ عمل بظاہر ہٹ گیا۔ امریکہ ملک گیری کا چندان خواہشمند نہین۔ اطالیہ کی نانت ٹل چکی۔ دیگر شرکا بیچارے اپنے بچون بھاری شاہ شمار کے قابل صرف حضرت جان بل کی طمع رہ گئی لہذا مجا مین غم روزگار کا مقابلہ بظاہر حضرت جان بل کو تن تنہا کرنا پڑیگا۔ ممکن ہے کہ پڑوسی جاپان جو قہر الٰہی کے جنون مین پہلے سے مبتلا ہے ان مین ان ملائے لیکن مشکل ہے۔ دیگر ممالک کے مقابلے مین حضرت جان بل چین کو جو چپاتیان پڑھائی تہین وہ بمصداق اسکے

کس نیاموخت علم تیر از من
کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

حضرت ہی کے گلے کا ہار ہوئین۔ قتل عاشقان کے بعد یوسف بے کاروان بنے اور پاگلون کے مجمع مین گھر گئے۔ پاگلون کا پراگرد ہے اور یہ ہر ایک کے پیچھے "اب کھڑا تو رہ۔ ہے کے مردود نے ناک نوچ لی" کہتے اور دوڑتے پھرتے ہین۔ واین ہرگز کار خردمندان نیست۔

پیارے اوماٹے! ذرا دیکھو کہ خلیفہ ہارون رشید نے ایک ہی مرتبہ اصلاح دار المجانین کی غرض سے بھیجا تھا مین اصیلا کہا تے ہی بھاگ کھڑا ہوا اور پھرادھر کا رخ نہ کیا۔ تمہارا کام بھی یونہی سرانجام پا سکتاہے کہ یا تو میری طرح بھاگ کھڑے ہو یا پھر کوئی ایسی دوا کھاؤ کہ تمہارا دماغ بھی حرکات تکریہ سے معطل اور استحکام تحیل بواسطہ حواس سے عاری ہو کے عالم سے متصل ہو جائے اور امور غیبیہ کی خبر دینے لگے۔ انگلستان مین بیٹھے ہوئے اہل عقل جو تجار دیر لکھنؤ کو کے بھیج رہے ہین اور سنے کہ وہ ؂

قند آمیختہ باگل نہ علاج دل ماست
بوسہ دو سہ بر چاشنیش کن کہ بدیع است

سودا ہوا ہے مرغ جنون کے شکار کا
پھندا بنا رہا ہون گریبان کے تار کا

موتیابند یعنے تبصرۂ شعر الہند

(تتمہ ۱۱۔ فروری ۱۹۳۶ء)

حضرت مصنف طوطا اور طوطے سے کچھ کم نہین ہین جنہنے اوستاد سے صرف فارسی کا جملہ "درین چہ شک" سیکھا اور ہر سوال کے جواب مین لگا "درین چہ شک" کہنے۔ خریدار نے کہا میان مٹھو آنا کھاؤ گے۔ کہا "درین چہ شک"۔ مٹھو میان کہو یا علی مدد۔ بولے "درین چہ شک" میان مٹھو پڑھو "سبحان ربی" بھی پھر فرمایا "درین چہ شک" آخر فارسی مین جھلا کے کہنے لگے "چیلے ابلهی گر دم کہ ترا خریدم" میان مٹھو نے اسکے جواب مین بھی "درین چہ شک" کو چسپان ہوا بر محل جواب دے دیا۔ طوطے کی طرح مصنف صاحب کے دماغ مین "ابتذال" کچھ ایسا بیٹھ گیا ہے کہ محل دبے محل کو دہراتا ہے فرماتے ہین:-

رعایت لفظی کی طرف شعرائے لکھنؤ کا عام میلان پایا جاتا ہے اور اس صنعت کو وہ نہایت ابتذال کے ساتھ استعمال کرتے ہین مثلاً حسین علی خان اثر ؂

وہ سوتے ہین تہذیب کے خلاف وہ بوسے
شل مشہور ہے دنیا مین کہ میٹھا ہے چوری کا

اگر سچ پوچھیئے تو اس ابتذال سے بڑھ کے کوئی دوسرا ابتذال نہین ہو سکتا کہ انسان جہل مرکب مین مبتلا ہو اور ماہرین فن پر اپنی بے مہار کی جہالت کے ہزار سے حملہ کرے۔ شعر مذکور کو رعایت لفظی سے کوئی لگاؤ نہین۔ تہذیب خاب ب

یاقوت لب عقیق لب ایسے الفاظ ہین جو ہر شاعر کے زبان زد ہین ۔ سوتے مین بوسے لینے کی حلاوت کے علاوہ شاعر نے بیت مذکور مین محرومی بحالت بیداری کا خیال نہایت لطف کے ساتھ ظاہر کیا ہے پھر اس مثل نے جو نہایت بے ساختگی کے ساتھ نظم ہوئی ہے لطف خیال کو دوبالا کر دیا ہے ۔ البتہ ابتذال کے احاطۂ خیال سے یہ لطف باہر ہے ۔ چشم ابتذال مین ہر چیز مبتذل نظر آتی ہے ۔ علی ہذا القیاس ناسخ کا یہ شعر ؎

جو میٹھی میٹھی نظرون سے وہ دیکھے
کہون آنکھون کو مین بادام شیرین

انھین لوگون کو مبتذل نظر آئیگا جنھین محاسن کلام سے کوئی حظ میسر نہین آیا ۔ دنیا جانتی ہے کہ آنکھون کی تشبیہ بادام سے دیجاتی ہے فارسی شعرا مین سے کوئی شاعر شاید ہی اس تشبیہ سے بچا ہو ۔

"میٹھی میٹھی نظرون سے دیکھنا" ایک محاورہ ہے ۔ بادام کی تشبیہ مین تلخ و شیرین کی قید شعرا نہین لگاتے ۔ شاعرانہ مسلمات کو برقرار رکھتے ہوئے حضرت ناسخ مرحوم نے اسی مصرع مین بادام مین ایک خیالی ذائقہ بھی پیدا کر دیا ہے ۔ اگر یہی ابتذال ہے تو جملہ تشبیہات و استعارات شاعرانہ یقیناً مبتذل ہین ۔ ہم جواب مصنف صاحب کو تو ابتذال ... حق نہین ... نہین ہم تمام دنیا کی نظر ... قسم کا ابتذال ثابت کر سکتے ہین ۔ کیا کرین غیرت ... انگیز ہے ... ہم بھی ... وہی شمار کر لیجئے جن مین اپنے اس ... طبیعت ... کی ... حضرت مصنف ... داخل ہونے کے قابل ہے ۔

میر مرحوم کا شعر ہے ؎

میرے رونے کی حقیقت جس مین تھی
ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا

خلیل کہتے ہین ؎

کیا آنکھون سوز دل کا ... مین
نامہ ... کی ... طرح ... گیا

ایک شاعر نے بھی ... اشک ... والے آنسوؤن کی حقیقت ... حال کو ... کا سبب ... دوسرا ... شور ... نہین ... سوزش دل کا حال لکھتے اس لئے ... کاغذ کی طرح دل کو

جلن سے ناسور پیچ و تاب ہا نہ کہا جائے ۔ ایک خیال مبتذل نہین ہے دوسرا طبع ابتذال آگین کو مبتذل نظر آتا ہے حالانکہ معنوی خوبیون کے ساتھ شعر ثانی مین لفظی خوبیان بھی موجود ہین ۔ وہ "سوزش" لکھتا ہے اور سخن فہم پیر و لقلقہ مصنف صاحب سوزش کے سین سعفص پر تین نقطے دیتے اور شورش پڑھتے ہین جنھین اتنا بھی سلیقہ نہین وہ بیچارے محاسن شعر کیا خاک سمجھینگے ۔

میر انیس مرحوم کا شمشیر کی تعریف مین ایک مصرع ہے ؎

ہر جزو تن کو لالہ تجری بنا دیا

کاتب کی سمجھ مین مصرع نہ آیا اور یون لکھا ؎

ہر جزو تن کو لال کی بجری بنا دیا

جاہل مرثیہ خوان صاحب نے بھی کاتب کی پیروی کی سخن ناقہم حاضرین داد دینے لگے ۔ دیکھئے گا جناب شیخ صاحب کیا مصرع فرمایا ہے ؎

ہر جزو تن کو لال کی بجری بنا دیا

ہا ہا ہا ۔ لال کی بجری بنا دیا یعنی ہڈیان پسلیان بجری کی جالیون کی طرح لال رنگ کر دین ۔ اسے بھی جہلا ... ہمارے نزدیک یہ تحسین کرنے والا بھی سخن فہمی کے اعتبار سے مصنف پر فوقیت رکھتا ہے ۔ آپ دیکھئے کہ تضمن و مطائبہ کی راہ سے بھی کوئی شاعر کچھ کہتا ہے تو حضرت مصنف کو وہ مبتذل نظر آتا ہے ۔ حالانکہ ایک بچہ بھی سیاق کلام سے تضمن و مطائبہ محسوس کر سکتا ہے ۔ معلوم نہین شعرائے لکھنؤ نے حضرت مصنف کے ساتھ کونسی بیہودہ حرکت کی ہے جو ... ہر ... اونکا ابتذال پا جاتا ہے ۔

خلیل ... مطائبہ ... ہین ؎

وصل کی شب ... کے اوپر
غل ہے ... کے وہ ... ہین

تشبیہ ... معلوم ہوتا ہے کہ یہان محض شاعر مطائبہ ہے ۔ جیسے کا شکار اور ... بیگانہ ... کی خوشامد ... نظر ... اس تشبیہ کی داد ... بلندی شعر ... کی ... یہ ہے کہ ... مین یہان ... ابتذال ... کرتا ... کے ... فرماتے ہین ۔

"ابتذال مین شعرائے لکھنؤ کی ایک عام خصوصیت ہے"

اس کا جواب زبان سے عرض کرنے کے قابل نہین ۔ نہ دوسرے دیا جا سکتا ہے یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی شعر الہند کو دیکھ کے کہے ۔

"دار المصنفین مین سب گنوار ہی رہتے ہین"

یا یہ کہ "ندوۃ العلما" لکھنؤ نے جتنے طالب علم نکالے وہ سب مصنف شعر الہند کے سے ہین ۔ مگر اس قسم کا استقرا پڑھے لکھے آدمیون سے نہین ہو سکتا یہ جہالت ہے خدا ہمین اس سے محفوظ رکھے ۔ جو شخص "خصوصیت" کو عام کہے اور خصوصیت کے بجائے "عادت روزینہ" قرار دے اس سے ہم کیا مخاطب ہون ! جو خصوصیت عام ہو جائے وہ خصوصیت ہی نہین رہتی ۔ شعر الہند کی اس بکواس کا حاصل صرف اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ لکھنؤ کے ہر شاعر کو مصنف شعر الہند سے مشورہ لینے کے بعد نظم اوٹھانا چاہئے اس لئے کہ ابتذال مین جتنا خداداد سلیقہ انھین ہے سلف سے آج تک کسی متنفس مین پایا نہین گیا ۔ یہ اللہ کی دین ہے ۔ ناسخ کے ابتذال "عام خصوصیت" کی مثال یہ ہے ؎

دیکھ کر مجھکو نہ کیونکر نعرہ زن ہون سگ رقیب
بیشتر کتون کو جھکو آتا ہے جلوہ ماہ کا

شعرا رقیب کو روسیاہ ناپاک اور دیگر القاب سے یاد کرتے ہین اس لئے کہ انکی اصطلاح مین رقیب کی جو حد ہے اسے ہم پہلے کسی مقام پر شاید بیان کر چکے ہین اسلئے رقیب کی نعرہ زنی کی تمثیل کتے کی عوعو سے کرنی ان ال بے جوڑ تشبیہ نہین ہے ۔ اور مصرع آخر مین "مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند" کا ترجمہ ہے ۔ فرمائیے اس مین ابتذال کیا ہے ؟ ناسخ کے یہ مین اور انکا یہ قول بھی ابتذال کے تحت مین مندرج ہے ؎

استراحت سے جو بستر نہین دیتا ہے بجا
کور دیدار ہے کیونکر خط قرآن ہوتا

رودے جانان کی تمثیل مصحف سے شاید مصنف صاحب کی نگاہ ابتذال بین مین مبتذل ہے ۔ ورنہ ... ایک غیر مشروع فعل ہے مگر اسکا ذکر بھی مبتذل ہے ۔



بیت بازی

جان بل — خلق کے سدے جو یہ فتنہ چاہتے ہو گزند — یہ دل لگی ہمیں [illegible] نہیں ہے پسند

آہوان ہند — کیا ہے [illegible] سادگی سے ہی چند — [illegible] زمین ہند کی ہرگز نہیں ہے [illegible] — [illegible] ہو دل میں [illegible]

[illegible] کی سیاہ گند — [illegible] زمین کا [illegible] — جو [illegible] — [illegible]

[illegible] — رہو گے دبے [illegible] چند!

ضروری گزارش:۔ خط و کتابت یا ترسیل زر چندہ کے وقت نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائیے "منیجر"

اس وقت دماغ کی توجہ بھی جنڈل ہے گویا شاعر کا دماغ
جناب مصنف کے معیار ابتذال کی دُم میں بندھا ہوا ہے
وہ چاہیں تو قرآن کی تشبیہات و تمثیلات حدیثون کے
استعارات کو بھی (معاذ اللہ) جنڈل کہہ دیں۔

ناسخ کہتے ہیں ؎

ترے مگدر ہلانے کیون نہ کریں
باغ عالم میں اپنی رو درخت

یہان حضرت مصنف کے نزدیک مگدر ہی جنڈل ہے۔ اگر غالب مرحوم جواہر طرف کلہ کا ذکر فرمائیں جو ناچنے والے لٹک پہنا کرتے ہیں اور کہیں ؎

ترے جواہر طرف کلہ کو کیا دیکھیں
ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتے ہیں

تو یہ جنڈل نہیں۔ باعتبار معانی دونو مضمونوں میں کوئی فرق نہیں ایک معشوق کی شہزوری اور آلات ورزش کی توصیف کرتا ہے دوسرا اسباب دلفریبی کی۔ ان خطات کی پیچیدگی ناسخ کے اس شعر میں نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ یہی ابتذال ہو۔ حالانکہ معشوق کی شہزوری بھی کھائی ہوئی بات ہے۔ اسی غزل میں حضرت غالب فرماتے ہیں ؎

نظر لگے نہ کہیں اوسکے زور بازو میں
یہ لوگ کیون مرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں

ذرا بیل معشوق کے سوا اتنا اگر جسکو دیکھتے ہی لوگون کا تپ زور بازو میں نظر لگادے کسی نازک ہاتھ سے صادر نہیں ہو سکتا۔ جو شخص چشم دانش و صحیح بد مذاق کا مالک نہیں وہ یہی کہیگا کہ دونوں شعر اپنی اپنی جگہ خوب ہیں۔ ان حضرت مصنف اپنی رائے میں آزاد ہیں جب بجز ابتذال کے کوئی دوسری جنس بازار دماغ میں موجود ہی نہیں تو اسے کوئی کیا کرے۔ یا ایک شعر میں ابتذال نظر آئے اور دوسرے میں وہی جذبات "نوٹ" پیچے دکھائی دیں تو علمی سوتیا بند کے سوا کس پر اعتراض کیجئے۔

مضمون بہت لمبا ہوا جاتا ہے اسلیے دیگر اشعار سے ہم بحث نہیں کرتے ہم استعارات سے تعرض نہ کرتے لیکن حضرت مصنف کی سخن فہمی کا حال ایسی حالت میں مکا برہ نظر کی گردمیات آگے نہ بڑھتا ادبی کے صفور میں ڈبکیان لیتا اور کتاب کا تبصرہ مصنف کے خیالات ہی سے متعلق ہے۔ باقی آئندہ

راقم۔ رفیع الخیال کاکل

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

جب دیا رنج بتون نے تو خدا یاد آیا

"دعا"

دعا کی حقیقت اوسکی اجابت اور اثر سے تعرض اس جناب کا منصب نہیں مگر اتنا معلوم ہے کہ مصیبت کے وقت بے ارادہ ہاتھ اوٹھ جاتے ہیں اور اون لوگون کے ہاتھ اوٹھ جاتے ہیں جو کبھی خدا کے قائل نہ تھے۔ جنھیں عیش میں یاد خدا نہ تھی جنھیں طیش میں خوف خدا نہ تھا۔ ارضی و سماوی آفتون کا ذکر ہی کیا وہ اپنے بس کی نہیں یہان اون آفتون کا تذکرہ مقصود ہے جو حضرت انسان "مزین للناس حب الشہوات" کے پھیر میں پھنس کے اپنے ہاتھون مول لیتے ہیں اور پھر عرق ساری پیشانی پر اور جب مشکل پیدا ہی کے ساتھ ساتھ دعا کے کلمات کا ورد بھی ہونے جاتے ہیں۔ اگر ارتکاب کے وقت دل میں یاد خدا اور خوف خدا کا ذری سا شائبہ بھی ہوتا تو شاید نہ دوا کی ضرورت ہوتی نہ دعا کی حاجت۔

جہاں تک ہمنے غور کیا دعا میں غرض کے جائز یا ناجائز ہونے کی پروا کوئی نہیں کرتا۔ گلوا دعا مانگتا ہے "خدایا بیچے آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پورے دیوانون کو آج کی بکری دوسرے دنون کی بکری سے بڑھ جائے۔"

کاک ادھر میں "نہ لگا تو بھی کو دعا دیتی ہے۔

"اے چیہ، ہماری بھاری ناشین آئین تمھارے آشنا پامر دے رہیں۔ تمھارا تلوا دیکھے کے کسی کا منہ نہ دیکھیں جاری جاری مجرے آئیں"

جواری صبح اوٹھ کے دعا مانگتا ہے "ہو دے میرے اللہ آج تو ایک داؤں بس تمام جواریون کو بیڑا کر دون۔ سارا گجا بھی کو مل جائے لوگ منہ دیکھتے رہ جائیں"

چور جب وقت چوری کے لیے نکلتا ہے تو رجوع قلب سے کہتا ہے۔

"یا اللہ مدد کر، گھر والون کو سانپ سونگھ جائے۔ ہلتے ہو جائیں اور میں او نکا مال اوڑا لاؤں۔ کوئی بکنے نہیں۔ خدایا پولیس کے دیدے بند ہو جائیں"

اگلے زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک گدھے والا شب کو پردہ کعبۃ اللہ تھامے ہوئے دعا مانگ رہا تھا "یا اللہ میری اپنے شوہر سے ناراض ہو اور مجھے بلائے۔ اے اللہ بجز تیرے کون ہے جو میری فریاد سنے" لوگون نے اوسے گرفتار کیا اور قاضی کے پاس لے گئے۔ قاضی نے اس سے کہا کہ یہ کیا دعا مانگتا ہے۔ پہلے تو اوس نے بتانے میں تامل کیا آخر چوب و چاق دندہ و شلاق کے خوف سے کہنے لگا کہ صاحب مجھ غریب کا حال نہایت عجیب ہے۔ ایک روز میں اپنے گدھے پر کوڑا کرکٹ غلیظ لادے ہوئے گلی میں جا رہا تھا کہ ایک خاتون کی سواری گلی میں کنارے کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں اس خاتون کے ملازم "پکڑو پکڑو مارو پیٹو" کا غل مچاتے میرے پاس آئے اور مجھے پکڑ کے خاتون کے پاس لیگئے اونسے اشارہ کیا کہ اسے گرفتار کرلو اور سواری کے ساتھ ساتھ لاؤ۔ بندہ اپنے دل میں ڈرا کہ شاید میلے کی بو اس نازنین کے دماغ نازک میں سرایت کرگئی ہے اور اسی ایذا کا بدلہ گرفتاری و قید کی صورت لیا گیا ہے۔ مگر جب عالی شان محل کے دروازے تک پہونچا تو خاتون کے اشارے سے میری مشکیں کھول دی گئیں کنیزیں مجھے حمام لے گئیں خوب رگڑ رگڑ کے ڈیل کا میل چھڑایا۔ عمدہ پوشاک پہنائی عزت کے ساتھ مجھے خاتون کے خلوت خانے میں لیگئیں اور اوسکے پہلو میں مجھے بٹھا دیا۔ دسترخوان چنا گیا بخور سلگا دیے گئے لونڈیون کی لپٹ سے بندے کے سر میں درد ہونے لگا اسلیے کہ بندہ کا دماغ اس قسم کی خوشبو کا عادی نہ تھا۔ قصہ مختصر یہ کہ طعام و شراب کے بعد مجھے کنیزون نے خاتون کے پہلو میں سلادیا صبح کو مجھے ایک رومال میں بندھی ہوئی سو اشرفیاں دیں۔ اور مجھے حکم دیا گیا کہ سورج غروب ہونے کے بعد پھر خادمہ نے تکلف کے ساتھ قدم رنجہ فرمایئے۔ بندہ نے جیون جیون دن گزرا کسی زاہد کو جنت کا اتنا اشتیاق نہ ہوگا جتنا مجھے خاتون کے محل میں دوبارہ بار پانے کا تھا۔ خدا خدا کرکے فلک کا مسترشد جہازو لیے سرپہ گے

کوٹھے گھر کی طرف سدھارا۔ اور بندے نے محل خانہ کی راہ لی گویا جیتے جی بہشت نصیب ہوا۔ شب گزری صبح فراق نے منہ دکھایا مجھے اشرفیان دے کے بادل ناخواستہ کوچہ گردی کے واسطے جانا پڑا۔ دن بھر مارے مارے پھرنے کے بعد آخر شام ہوئی دروازہ جنت ارضی مجھ پر باز ہوا۔ اسی طرح ایک ہفتہ گزر گیا۔ آخری شب کو مین پہلوئے حبیب مین بیٹھا ہوا تھا کہ ایک کنیز آئی اور اوسنے خبر دی کہ میان کی سواری دروازے تک پہونچ گئی ہے۔ خاتون نے مجھے بالاخانے پر بھیجدیا اور خود شوہر کے استقبال کو چلی گئی مین جھروکے مین سے دیکھ رہا تھا کہ جیسے ہی دونو کا آمنا سامنا ہوا۔ شوہر صاحب بے تحاشہ بی بی کے قدمون پر گر پڑے اور دھاڑین مار کے رونے لگے۔ اثنائے گریہ مین کہتے جاتے تھے بی بی للہ معاف کرو قصور ہوا اب کبھی ایسا گناہ نہ کرونگا۔ ادھر میان آنسو بہاتے تھے ادھر بی بی غصے کرتی تھین آخر آنسوؤن کی جھڑی نے دل کی کدورت دھو دی یا تو دونون الف الف (علیحدہ) تھے یا گلے مل کے اولٹے لام الف ہوگئے۔ میان نے بی بی کا ہاتھ پکڑا اور مسند پر آکے بیٹھے۔ بندہ یہ تماشا دیکھ رہا تھا اور دل کی بھٹی مین حسد کی آگ بھڑک رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد بیگم صاحب ہاتھ مین اشرفیون کی پوٹلی دبائے میرے پاس آئین اور کہنے لگین سنو میان مسترا اب مجھے اور میرے میان سے صفائی ہوگئی۔ لڑائی اس بات پر ہوئی تھی کہ ایک روز میان میرے پاس سے اٹھ کے بیت الخلا گئے بہت دیر ہوگئی اور واپس نہ آئے میرا ماتھا ٹھنکا۔ تو دیکھتے [illegible] میان [illegible] کا [illegible] میان کو [illegible] آخر باورچی خانے کی طرف [illegible] کیا ہون کہ میان بادرچن کے ساتھ [illegible] ہائے میری قسمت [illegible] سے [illegible] سوت تھی۔ ایسا [illegible] مین کوئی [illegible] اور [illegible] اور عہد کیا کہ [illegible] ایسے کمینون سے آشنائی کرتے [illegible] اسی تلاش مین تھی [illegible]

کے بدولت ہوئی تھی۔ اب میل ملاپ ہوگیا تم چلتا دھندا کرو اگر پھر میان نے بادرچن کا چرچا چھوڑا تو وعدہ کرتی ہون کہ مین بھی تمھین نہ بھولونگی۔ یارو اوسوقت سے مین تباہ حال ہون دل کمبخت کسی طرح نہین مانتا سمجھو کہ ایک گداگر تخت شاہی تک پہونچ کے معزول ہو تو اوسکے دل کا کیا حال ہوگا۔ راتین حرم مطہر مین جاکے بسر کرتا اور دعا مانگا کرتا ہون۔

"اے اللہ پھر اوس بادرچن کو نخرے بگھارنے کا شوق چرائے پھر میان نامعلوم صاحب عشق کا چرچا ہو لیکن پھر حسد کی چھیڑچھاڑ سلگے پھر خاتون سے بدمزگی ہو اور پھر میرا پہلو گرمائے۔ آمین آمین آمین"

آرچ بشپ آف کنٹربری بھی خدا نہین تو خدا کے بیٹے کے قائل ہین جب سے مذہبی آدمی سیاسیون کے گروہ سے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کے پھینک دیے گئے انکا وظیفہ بھی دعا گوئی ہے سنتے ہین آپنے پچھلی فروری اس دعا کے لیے مخصوص فرمائی تھی کہ **انگریزون اور چینیون کے درمیان باعزت اور مستقل مصالحت ہوجائے۔** بالفاظ دیگر اس دعا کا خلاصہ یہہ ہوسکتا ہے کہ مملکت چین اپنے خوبصورت اور محب وطن شوہرون سے ہوٹل والیون کی خاطر پھر روٹھے پھر ڈورا ڈالے پھر [illegible] پھر کچھ اور [illegible] رہو اور پھر مسٹر جان بل اس نفاق کی بدولت خاتون مراد سے ہم آغوش ہون۔ اتنی جو چاہئے یا خون خچر ہو مگر بندے کا بھلا ہوجائے۔ اتنی دُنیا کے آنکھون مین ہو جیل جھونک دے۔ تو تو رب العالمین ہے۔ آمین آمین کہئے اللہ آجکل مسٹر جان بل کے غلامون کا ہے مسلمانون کے [illegible] مین نہین ہے خدا جانے [illegible] کے غلامان خاص نے یہہ دعا مانگی یا نہین۔ لیکن گرجا مین ضرور یہی دعا مانگی گئی ہوگی۔ واہ

ہم تو فریاد و فغان آہ و بکا کرتے ہین
جن سے کچھ ہو نہین سکتا وہ دعا کرتے ہین

المختصرات

سنتے ہین کہ بمبئی کے ایک سرکس مین جہان بن مانس اور شیر ببر ریچھ اور لکڑبگھے کی نمائش ہوتی ہے دو ایک دھار

ہندوستانی آدمی بھی [illegible] مین بند تفریح ناظرین کا ذریعہ بنائے گئے ہین۔ بات معقول ہے کیا ستم کہ آدمی کی شکل ہونے سے کچھ فائدہ نہین حقیقتہ آدمی وہی ہے جو دوسرے [illegible]

مسٹر چرچل کہتے ہین کہ صاحبو چین مین ہمارا دعویٰ کیا ہے ہم تو وہان اپنا مال بیچنا چاہتے ہین اور چین کو اس مال کی ضرورت بھی ہے جو کچھ ہمین درکار ہے وہ دیتے ہین خوشی کے ساتھ دیتے ہین۔ پھر اس عارضی گل پھول کے بدلے جو کچھ لیتے ہو معلوم نہین مال کے ساتھ جان بھی تھی ہے یا نہین کیا تعجب کہ آجکل تو جان کا سودا ہورہا ہے۔

الہ آباد مین ایک آدھ ہندو پراونشل کانفرنس ہوئی اسکے تمام حالات سے یقیناً اہل انصاف متفق ہونگے۔ مگر اس کانفرنس کی پانچوین تجویز زیری اندھا دھند تجویز ہے۔ اسکا خلاصہ یہہ ہے کہ آدھ ہندوؤن کو غلامی کی مصیبت سے بچانے کے لیے چارہ ہے لہٰذا آدھ ہندوؤن کو لازم ہے کہ وہ چینیون کی ہمدردی مین برطانیہ کی طرف سے والنٹیر بنین۔ یعنے چونکہ زید نے عمرو پر احسان کیا ہے لہٰذا زید کو چاہئیے کہ وہ خالد کی ناک جڑ پیڑ سے اوڑا دے۔

بحکم منصف صاحب بہادر مرزاپور
(نمونہ قابل فروخت)

سمن بنابر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۹۰۶ سنہ ۱۹۲۶ء
عدالت منصفی مرزاپور ضلع مرزاپور
محمد یوسف ولد عبد الرحیم قوم مسلمان ساکن محلہ [illegible] شہر مرزاپور مدعی
بنام
مبارک علی ولد سید علی قوم مسلمان ساکن محلہ [illegible] ضلع بجنور - - - - - - - - مدعا علیہ

ہرگاہ کہ مدعی نے تمھارے نام ایک نالش بابت [illegible] کی دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۵ ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء وقت [illegible] دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعویٰ کی کرو۔ اور ہر گاہ وہی تاریخ جو تمھارے حاضر ہونے کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو جنکی شہادت پر نیز تمام دستاویزات پر [illegible] کو تائید میں [illegible] کرنا چاہتے ہو اسی روز پیش کرو۔ [illegible] اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمھارے مسموع و فیصل ہوگا۔ [illegible]

دستخط [illegible] انگریزی

[illegible]

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے پنچ ہوا ایجاد کر دکھائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھا دئے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صد ہا اساتذہ فن کی گائکی اور اُنکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین صد ہا انکی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین انسے نقل کی گئی ہین۔ لطف یہ کہ اگر آپ گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ... ایسا ... سے کام نکال سکتے ہین۔ ... فی الحقیقۃ مصنف نے ... اور ایک عمر کی محنت سے کام لیا ہے

اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایہ اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

المشتہر :- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

حصہ اول ... خرید لیجئے۔